جناب غلام مرتضیٰ آزاد اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
اسلام آباد

امام ابن قتیبہ رح

حالاتِ زندگی اور تالیف مشکل القرآن

قسط ۔ ۲

مقدمۃ الکتاب کے بعض حکیمانہ جملے اتنے دلکش ہیں کہ ان کا ترجمہ پیش نہ کرنا یقیناً بخل ہوگا۔ لیکن خوفِ طوالت کی وجہ سے ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

ادب الکاتب | یہ کتاب بھی اپنے موضوع پر دنیا کی پہلی کتاب ہے، اس میں تحریر کے اصول بتائے گئے ہیں اور مصنفین کو ان کی اغلاط پر مطلع کیا گیا ہے۔ کتاب کے دیباچہ (خطبہ) میں ابن قتیبہ نے ایک مصنّف کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء کو ضروری قرار دیا ہے:

۱۔ ایک صاحبِ قلم (WRITER) کیلئے اپنے دور کے جملہ علوم سے واقف ہونا اشد ضروری ہے۔ ورنہ وہ خاک لکھے گا۔

۲۔ ابن قتیبہ ایک مصنّف کیلئے قوتِ فکر اور جودتِ طبع کو بہت زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس وصف کے بغیر دنیا جہان کی کتابیں اٹھا لینے سے بھی کوئی شخص مقبول مصنف نہیں بن سکتا۔ "کمثل الحمار یحمل اسفارا"

۳۔ جو لوگ قادر علی الکلام[۵] نہیں ہیں اور اس کے باوجود دنیائے صحافت ادب میں

نوٹ: ہم نے ابن قتیبہ کی کتابوں کے تعارف کے متعلق جو اشارات دئے ہیں۔ ان کے لئے حوالوں کے چکر میں نہ پڑیئے، کسی کتاب کا تعارف حاصل کرنے کیلئے خود اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۵۔ ہمارے روزمرہ میں قادر الکلام استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ یہ عربی ترکیب ہے اور عربی قواعد کے مطابق قادر کے بعد علیٰ کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے میں عموماً قادر علی الکلام ہی استعمال کیا کرتا ہوں۔

شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ابن قتیبہ کو ان سے بڑی نفرت ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں۔ وقد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: انّ ابغضکم الیّ الثرثارون المتفیهقون المتشدّقون۔

۴۔ رائٹر کو چاہیئے کہ وہ نامانوس (غریب) الفاظ استعمال نہ کرے۔

۵۔ اگر عوام کیلئے لکھا جائے تو عامیانہ زبان استعمال کی جائے، اہل علم اور ادباء کے لئے لکھا جائے تو عالمانہ اور ادیبانہ انداز بیان اختیار کیا جائے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یار لوگ شدید عربی زبان پڑھ کر قرآن و حدیث پر اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

ابن قتیبہ کی کتاب "ادب الکاتب" پر ابن خلدون سے بہتر کون شخص تبصرہ کر سکتا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ہم نے علمی حلقوں میں اپنے اساتذہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علم ادب کی دلکش و فلک بوس عمارت کے چار ستون ہیں۔ ابن قتیبہ کی کتاب "ادب الکاتب" المبرّد کی کتاب "الکامل" ابو عثمان جاحظ کی کتاب "البیان والتبیین" اور ابو علی القالی کی کتاب "النوادر"

(مقدمہ ابن خلدون — المتوفی ۸۰۸ھ — ص۵۵۳)

ابن قتیبہ کے متعلق علماء کی مختلف آراء ہیں۔ بیہقی، حاکم اور دارقطنی نے اسے مجروح قرار دیا ہے، لیکن دیگر علماء و نقادانِ فن مثلاً خطیب بغدادی، ابن حزم، ابن ندیم اور مسلمہ بن قاسم نے ان الزامات کی تردید کی ہے اور اسے پختہ کار عالم قرار دیا ہے۔[۱] البتہ "زبیدی" نے ابن قتیبہ کے متعلق "طبقات النحویین" میں جو رائے دی ہے اس کا ذکر اور اس پر تبصرہ کرنا دلچسپی سے خالی نہیں۔ زبیدی لکھتے ہیں کہ:

"ابن قتیبہ ایسے علوم میں دخل دیتا تھا جن میں اسے مہارت نہ تھی۔"

یہ رائے کہاں تک درست ہے، اس کا فیصلہ تو ابن قتیبہ کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک شخص تمام علوم میں ماہر نہیں ہو سکتا۔ ... نے جو ابن قتیبہ کے استاد تھے۔ اپنی کتاب "الحیوان" میں کسی مقام پر لکھا ہے کہ:[۲]

---

[۱] لسان المیزان ۳: ۳۵۷ [۲] مجھے اس وقت صفحہ یاد نہیں۔

"جو شخص تمام علوم میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے اہل خانہ کو چاہیئے کہ وہ اسے پاگل خانے بھجوا دیں۔"

ابن قتیبہ کے حالاتِ زندگی بیان کرنے اور اسکی کتابوں پر مختصر سا تبصرہ کرنے کے بعد اب ہم ان کی ایک اہم تصنیف "مشکل القرآن" کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

مشکل القرآن

اس سے پہلے بغداد کی علمی حالت کیطرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔ فلسفہ جو ذہنی تعیش ہے، ہر ایک چیز میں شکوک پیدا کر دیتا ہے۔ جس طرح نیم حکیم خطرۂ جان ہوتا ہے اسی طرح نیم فلسفی خطرۂ ایمان ہے[9]۔ چونکہ اس دور میں آزادی رائے کی مکمل اجازت تھی اس لئے فلاسفۂ خام نے قرآنِ مجید کو موضوعِ بحث بنا کر اس پر طرح طرح کے اعتراضات کرنا شروع کر دئے، لیکن ان متنوع (VARIOUS) اعتراضات کے بنیادی نکات صرف تین تھے۔

۱۔ قرآنِ مجید کے منزل من اللہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔

اگر اس دلیل کو تسلیم کر لیا جائے تب بھی قرآنِ مجید کا منزل من اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ اس میں متعدد قسم کے اختلافات موجود ہیں۔ مثلاً۔ اعراب کا اختلاف، حروف کا اختلاف، الفاظ کا اختلاف، جملوں کا اختلاف، مفہوم کا اختلاف اور متضاد مفاہیم۔

۲۔ اگر قرآن مجید خدا کا کلام ہے تو اسے من اولہ الی آخرہ عربی قواعد کے مطابق ہونا چاہیئے۔ جبکہ قرآنِ مجید کے بہت سے کلمات عربی قواعد کے خلاف ہیں۔

۳۔ خدا کا کلام واضح ہوتا ہے، اس میں غموض نہیں ہوتا جبکہ قرآن مجید میں متشابہ آیات بھی ہیں۔ اور حروف مقطعات بھی[10]۔

ابن قتیبہ ایک مسلمان عالم تھے اور پھر چونکہ وہ ایسی ہی کتابیں لکھتے تھے، جنکی عوام کو فوری طور پر ضرورت ہوتی تھی، اس لئے یہی ؟ ہو سکے کام آیا، اور عوام کی تشنگی دور ہوئی۔ اہمر

آفریں بر دست و بر بازوئے تو

---

[9] جو شخص مکمل فلسفی ہوتا ہے وہ ... سے انکار نہیں کر سکتا۔ [10] چند ماہ پیشتر ہی سے دار القرآن بابِ پبلک لائبریری لاہور میں کسی ہندو یا دہریہ کا ایک کتاب "تحریف القرآن" کے نام سے دیکھی تھی۔ انکے اعتراضات کی منشا کے بھی یہی تین زاویئے ہیں۔

ہم السید احمد صقر صاحب اور دار احیاء الکتب العربیہ کے شکرگذار ہیں جنکی مساعی سے یہ نادر کتاب چھپ کر منظر عام پر آگئی ـــــ "مشکل القرآن" پندرہ ابواب پر مشتمل ہے، جن کی فہرست حسب ذیل ہے:

۱۔ عربی زبان کی وسعت، سبب تالیف اور اعتراضات۔
۲۔ قرأت پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات۔
۳۔ گرائمر کی رو سے کئے گئے اعتراضات کے جوابات۔
۴۔ آیات کے مفہوم میں تناقض اور اختلاف۔
۵۔ المتشابہ
۶۔ الاستعارۃ
۷۔ المقلوب
۸۔ الحذف والاختصار
۹۔ تکرار الکلام والزیادۃ فیہ
۱۰۔ الکنایۃ والتعریض
۱۱۔ مخالفۃ ظاہر اللفظ معناہ
۱۲۔ حروف مقطعات کی تشریح۔
۱۳۔ چند مشکل آیات کی تشریح۔
۱۴۔ قرآن مجید میں مشترک الفاظ
۱۵۔ قرآن مجید میں استعمال شدہ حروف کا بیان۔ (حرف۔ گرائمر کی اصطلاح میں)

ان میں سے دوم، سوم، چہارم، پنجم اور دوازدہم باب قرآن مجید پر کئے گئے اعتراضات سے بلاواسطہ متعلق ہیں، دیگر ابواب قرآن مجید کے انداز بیان کی وضاحت اور مستقبل کی گود میں پرورش پانے والے اعتراضات کی پیش بندی کے طور پر قائم کئے گئے ہیں۔

تالیف کے دیباچہ میں، ابن قتیبہ قرآن کا مطالعہ کرنے والے کے لئے عربی زبان کے قواعد میں مہارت حاصل کرنا اور اسکی باریکیوں سے اچھی طرح واقف ہونا ضروری قرار دیتے ہیں۔

عہ خواہ وہ اعتراضات کی غرض سے مطالعہ کرے یا اعتراضات کا جواب دینا چاہے۔

ابن قتیبہؒ کا خیال ہے کہ قرآن مجید پر اعتراضات کی سب سے بڑی وجہ جدت افکار نہیں عربی زبان کے قواعد اور اسکی باریکیوں سے ناواقفیت ہے۔ ابن قتیبہ عربی زبان کی باریکیاں کی دو ایک مثالیں بھی پیش کرتے ہیں :

مثلاً ھذا قاتلٌ اخی، (بالتنوین) اور ھذا قاتلُ اخی، (بالاضافۃ) کے معنی میں بڑا فرق ہے۔ رجلٌ لعنۃٌ۔ وہ شخص جسے سب ملامت کرتے ہوں (لسکون العین المعجمۃ) رجلٌ لعَنۃٌ۔ وہ شخص جو لوگوں کو ملامت کرتا ہو۔ (لفتح العین)

اسی طرح رجلٌ شبّۃٌ اور رجلٌ سُبَبۃٌ انگلیوں سے سامنے کو قبض (بالصاد المھملۃ) اور ہتھیلی سے سامنے کو قبض۔ بالضاد المعجم کہتے ہیں۔

ھامدۃ۔ آتش خاموش۔ اور خامدۃ۔ وہ آگ جسکو ایک آدھ چنگاری ہنوز سُلگ رہی ہو۔ اسی طرح دیکھئے ایک ہی لفظ "بطن" کے بیچ سے بہت سارے الفاظ کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ مگر سب کا ثمرہ جدا جدا ہے۔

مبطّن ——— چھوٹے پیٹ والا۔

بطین ——— پیدائشی طور پر بڑے پیٹ والا۔

مبطان ——— موٹے پیٹ والا۔

مبطون ——— جسے پیٹ کا مرض ہو۔

بطِن ——— المفہوم۔

عربی زبان کی انہی باریکیوں اور اسی وسعت کی بنا پر ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا دوسری زبانوں میں کما حقہٗ ترجمہ ممکن نہیں۔ پکتھال نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ دیکھئے پکتھال کے ترجمۂ قرآن کا PREFACE۔

اب ہم مختصر طور پر ابن قتیبہ کے الفاظ میں قرآن مجید پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات پیش کرتے ہیں۔

باب ۲ اختلاف القرائت بہت سے کام خلوصِ قلب اور خلوصِ نیت سے کئے جاتے ہیں، لیکن بسا اوقات وہ مہیب خطرات کا باعث بنتے ہیں۔ اختلاف القراءات کا جھگڑا حضرت عثمانؓ نے ختم کر دیا تھا۔ لیکن علماء اپنے علم کا رعب جمانے کیلئے اپنے تلامذہ کے سامنے قرائت کا اختلاف بیان کرتے ہی رہے۔ اور نوبت بایں جا رسید کہ یہی اختلافات

قرآن مجید پر اعتراضات کا سب سے بڑا ذریعہ بن گئے۔[۱۲]

ابن قتیبہ قرآنِ مجید میں قراءات کے اختلاف کو جائز قرار دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اجازت دی تھی۔

نزل القرآن علی سبعۃ احرف کلھا شافٍ کافٍ فاقرؤا کیف شئتم

اس لئے قرآنِ مجید میں قراءات کا اختلاف منشاءِ ایزدی کے خلاف نہیں، بلکہ عین مطابق ہے ——— ہمارا خیال ہے۔ اور اپنا خیال پیش کرتے ہوئے مجھے خوف بھی محسوس ہوتا ہے کہ ابن قتیبہ کا، اگرچہ وہ بہت بڑے عالم تھے، اس حدیث سے استدلال درست نہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ معترض، جو سرے سے قرآن مجید کے منزّل من اللہ ہونے سے انکار کرتا ہے وہ حدیث کے استدلال کو کب درست تسلیم کرسکتا ہے۔ نزاع اور اختلاف کے وقت استدلال ہمیشہ فریقین کے مابین مسلّمہ امور سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے بعد ابن قتیبہ نے اس اعتراض کا جو دوسرا جواب پیش کیا ہے، وہ معلومات افزا بھی ہے اور قدرے اطمینان بخش بھی۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اختلاف القراءات کی سات قسمیں ہوسکتی ہیں[۱۳]۔

۱۔ کلمہ کے اعراب میں اختلاف اس طور پہ کہ نہ تو رسم الخط میں تبدیلی واقع ہو اور نہ ہی معنی میں فرق پیدا ہو جیسا کہ : ھؤلاء بناتی ھنّ اطھر لکم (سورۃ ھود : ۷۸) بھی پڑھایا گیا ہے۔ اور ھن اطھرَ لکم بھی۔ ویامرون الناس بالبُخل بھی پڑھایا گیا ہے اور بالبَخَل بھی۔

۲۔ کلمہ کے اعراب میں ایسا اختلاف کہ رسم الخط میں تو کوئی تبدیلی واقع نہ ہو مگر معنی میں فرق پیدا ہو جائے جیسے ربّنا باعِدْ بین اسفارنا۔ (بصیغۂ امر) سورۂ سبا : ۱۹ ——— اور ربُّنا باعَدَ بینَ اسفارنا۔ (ماضی کے صیغہ کے ساتھ)

وادّکر بعد اُمّۃ (سورۂ یوسف : ۴۵) بتشدید المیم

اور وادّکر بعد اَمَہٍ بتخفیف المیم

---

[۱۲] یہ میری اپنی رائے ہے، آپ اس سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ گولڈزیہر (جرمن مستشرق) صاحب نے انہی اختلافات سے فائدہ اٹھا کر قرآن مجید کی قطعیت اور حفاظت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔
دیکھئے مذاہب التفسیر الاسلامی۔ گولڈزیہر کی کتاب کا عربی ترجمہ

[۱۳] طوالت سے گھبرائیے نہیں یہ بحث بڑی دلچسپ ہے۔

۳۔ حروف کلمہ میں ایسا اختلاف کہ رسم الخط میں تو تبدیلی واقع نہ ہو لیکن معنی میں فرق پیدا ہو جائے جیسے وانظر الی العظام کیف ننشزھا۔ (بالزاء) — البقرہ : ۲۵۹ —— کو ننشرھا (بالراء المعجمہ) بھی پڑھا گیا۔ اور حتی اذا فزع عن قلوبھم کو اذا فُرّغ عن قلوبھم بھی پڑھا گیا۔

۴۔ پورے لفظ میں اختلاف، لیکن معنی میں فرق پیدا نہ ہو۔ جیسے ان کانت الا صیحۃ واحدۃ (یٰسین : ۵۳) کو الا زقیۃ واحدۃ۔ بھی پڑھا گیا۔ اور کالعھن المنفوش۔ (سورہ القارعۃ : ۵) کو کالصوف المنفوش پڑھا گیا۔

۵۔ پورا لفظ تبدیل کر دیا جائے۔ بایں طور کہ معنی میں بھی فرق پیدا ہو جائے۔ جیسے طلح منضود کو طلع منضود (سورۃ الواقعہ : ۲۹) بھی پڑھا گیا ہے۔

۶۔ جملے میں تقدیم و تاخیر کا اختلاف :

وجاءت سکرۃ الموت بالحق۔ (سورہ قٓ : ۲۰)

وجاءت سکرۃ الحق بالموت

۷۔ جملے میں حروف یا الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف :

وما عملت ایدیھم کو وما عملته ایدیھم بھی پڑھا گیا۔ (سورۃ یٰسین : ۳۵)

اور ان اللہ ھو الغنی الحمید کو بعض لوگوں نے ان اللہ الغنی الحمید پڑھا۔

ابن قتیبہ نے ان اختلافات کی تاویل یہ کی ہے کہ روح الامین (جبریل) چونکہ ہر رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور حضورؐ نے چونکہ سبعۃ احرف پر پڑھنے کی اجازت دے رکھی تھی اس لئے وہ بعض الفاظ کو تبدیل کر لیتے تھے۔ تاکہ پڑھنے میں سہولت رہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا سات قسموں میں سے صرف چار قسمیں ایسی ہیں جن میں معنی و مفہوم کے اندر فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن اے ہجوم معترضین! یہ مفہوم کا تغایر ہے، تضاد نہیں۔ اس لئے خواہ مخواہ اعتراض کر کے وقت مت ضائع کیجئے۔

اختلاف القراءات کے سلسلہ میں دوسرا اعتراض عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف میں ام الکتاب اور معوذتین نہیں تھیں اور ابیؓ کے مصحف میں دعائے قنوت بھی لکھی ہوئی تھی۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

جواب : وہ ان بزرگوں کی غلط فہمی ہے ، قنوت اگر قرآن مجید کا حصہ ہوتا تو جملہ صحابہ اسے اپنے اپنے مصاحف میں درج کرتے اور اگر معوذتین قرآن کی سورتیں نہیں تھیں تو دیگر صحابہ بھی انہیں اپنے مصاحف سے حذف کر دیتے ۔ یہ جو مشہور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں سورۃ فاتحہ نہیں تھی ، ابن قتیبہ کو اس روایت کی صحت پر شبہ ہے۔

باب ۲ لحن (قواعد کی اغلاط) کے اعتراضات | بعض لوگوں نے گرامر کی رو سے قرآنِ مجید کے بعض الفاظ پر اعتراض کرنے کی کوشش کی تھی ، لیکن نہ ہی وہ لوگ قابلِ التفات ہیں اور نہ ہی ان کے بے بنیاد اور بے معنی اعتراضات ۔

باب التناقض والاختلاف | اس اعتراض کی تفصیل گذشتہ صفحات میں پیش کی جا چکی ہے اس باب میں ابن قتیبہ نے تین قسم کے اعتراضات کا ، جو اعتراضات کے بنیادی نکتہ ۲ سے پیدا ہوتے ہیں ، جواب دیا ہے۔

۱. وہ آیات جن کا مفہوم بظاہر ایک دوسرے کے متضاد[۱۴] معلوم ہوتا ہے ، ابن قتیبہ نے ان کی مکمل اور تسلی بخش تشریح کی ہے۔

۲. معترضین نے بعض ایسی آیات بھی پیش کی تھیں جن کے دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہ تھی

۳. قرآنِ مجید کے بعض کلمات کو اظہار رائے کی آزادی نے ۔ جو بالآخر خطرناک نتائج کا موجب بنتی ہے[۱۵] مہمل اور بے معنی قرار دیا تھا ۔ ابن قتیبہ نے اسکی بھی تشریح پیش کی ہے۔

اس پورے باب کا خلاصہ چند سطور میں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں -

بظاہر متعارض آیات

فیومئذٍ لا یسئل عن ذنبہ انسٌ ولا جانٌ اس روز جن و انس سے ان کے گناہوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا ۔ (الرحمٰن : ۳۹)	فوربّک لنسئلنّہم اجمعین ۔ (الحجر : ۹۲) ہم ان سب سے سوال کریں گے ۔
ولا یسئل عن ذنوبہم المجرمون ۔ مجرمین سے ان کے گناہوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا ۔ (القصص : ۷۸)	
لا تختصموا لدیّ وقد قدّمت الیکم بالوعید ہمارے سامنے جھگڑا مت کرو ۔ (ق : ۲۸)	ھذا یوم لا ینطقون ، ولا یؤذن لہم فیعتذرون اس روز وہ نہیں بولیں گے ، ان کو عذر پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔ (المرسلات : ۳۵)

[۱۴] کے متضاد اور سے متفاد اردو میں دونوں طرح مستعمل ہے۔ [۱۵] میں آزادیٔ رائے کا قائل نہیں ہوں۔

ثم انکم یوم القیمۃ عند ربکم تختصمون

پھر قیامت کے روز تم لوگ اپنے رب
کے سامنے جھگڑا کروگے۔

الجواب: قیامت کا دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ یہ بازپرس اور یہ جھگڑے حساب کتاب سے پہلے ہوں گے۔ حساب کتاب کے بعد بازپرس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور آپس میں جھگڑا کرنے سے بھی روک، دیا جائے گا۔ کہ اب اس سے کچھ حاصل نہیں۔

۲۔ جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد اللہ تعالیٰ نے کعبہ۔ بیت الحرام۔ کو لوگوں کے اجتماع کیلئے بنایا ہے۔ اسی طرح شہر حرام ہدی اور قلائد کو۔
ذلک لتعلموا ان اللّٰہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وان اللّٰہ بکل شیئٍ علیم (المائدہ)
یہ ہم نے اس لئے کیا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ سمٰوٰت میں ہے اور جو کچھ ارض میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں۔

اس آیت میں بیت اللّٰہ الحرام کو "قیاما للناس" بنانے کی جو وجہ بتائی گئی ہے۔ اس کا دعویٰ سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ابن قتیبہ نے اس آیت کی تسلی بخش تشریح کی ہے۔

۳۔ حجارۃ من طین ــــ مٹی کے پتھر ــــ اعتراض کیا گیا تھا کہ "بھلا مٹی کے پتھر بھی ہوا کرتے ہیں؟" ابن قتیبہ نے بتایا ہے کہ اس سے مراد اینٹ ہے اور اینٹ چونکہ پتھر کی طرح سخت ہوتی ہے۔ اس لئے اسے "حجارۃ من طین" کہا گیا ہے۔

باب ۳ باب المتشابہ | اعتراضات کے تیسرے بنیادی نکتہ کی تشریح ہو چکی ہے۔
ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ "ہاں فصاحت و بلاغت کا یہی تقاضا ہے کہ بعض جملے (آیات) ایسے ہونے چاہئیں جن کے مطالب سمجھنے کیلئے ذرا دماغ پر بھی زور دینا پڑے، کائنات رنگ و بو میں غور کرنا پڑے، دن رات ایک کرکے مطالعہ کرنا پڑے۔

مجھے ابن قتیبہ کی اس دلیل سے مکمل اتفاق ہے۔ متشابہ اور مشکل کلام فصاحت و بلاغت میں مانع اور مخل نہیں بلکہ اسکی دلیل ہے۔

باب المجاز ــــ فعل کو یا مفعول کو اصل فاعل کی بجائے فاعل سے متعلق کسی چیز کی طرف منسوب کرنے کا نام مجاز ہے، مجاز دنیا کی ہر ایک زبان میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً آپ کہتے ہیں، بھاجوں برسا۔ پرنالے بہہ نکلے۔ یعنی پرنالوں میں سے پانی بہہ نکلا۔ آپ کے ہاں ہانڈی پکتی ہے

اور آٹا پیسا جاتا ہے۔ یہ سب مجاز ہے۔

قرآن مجید میں اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں۔ مثلاً فما ربحت تجارتہم فوجدا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ۔ کوئی (احمق) ہی ہوگا جو اس قسم جو اس قسم کے جملوں پر اعتراض کرے گا۔

پانچواں باب — استعادۃ کے بیان میں ہے، اردو زبان کے طلبہ استعادہ کی تعریف کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اور گفتگو تک میں چالیس فیصد استعادہ استعمال کرتے ہیں۔

باب ۶ المقلوب — مقلوب اسے کہتے ہیں کہ کسی چیز کے اندر جو صفت پائی جاتی ہے آپ اس کے مخالف (APPOSIT) صفت کو اس چیز میں ثابت کردیں۔ ہمارے ہاں مرد ناتواں کو پہلوان کہا جاتا ہے۔ یہ مقلوب ہی ہے۔ مقلوب متعدد اغراض کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً تطیّر اور تفادل کیلئے۔ عربی زبان میں گھر سے جانے والوں کو قافلہ یعنی لوٹ کر آنے والے کہا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی جب جیب خالی ہو تو کہا جاتا ہے۔ آج گھر میں برکت ہے۔

۱۔ کبھی کبھی مبالغہ کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ کبھی اس سے استہزاء مراد ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں بھی اس قسم کے الفاظ ہیں مثلاً ذق انك انت العزيز الكريم۔ (

کوئی ماہر لسان شخص ایسے الفاظ پر اعتراض کرنے کی حماقت نہیں کرے گا۔

باب الحذف والاختصار — فصاحت اسے ہی کہتے ہیں کہ کلام کا جتنا حصہ غور کرنے سے سمجھ میں آجائے۔ اسے حذف کردیا جائے مثلاً ؎

مگس کو باغ میں جانے نہ دیجو کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

گذشتہ صفحات میں ہم نے لکھا ہے — دینور کے عہدہ قضا سے معزول کئے جانے کے بعد اس سے خود بخود سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ دینور کے شہر میں عہدہ قضا پر فائز تھے۔

باب التکرار — اس اعتراض کو جیسا کہ ابن قتیبہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے بڑے شدّ و مدّ سے پیش کیا گیا تھا کہ اگر قرآن مجید منزّل من اللہ ہے تو اس میں بعض جملوں آیات اور واقعات کا تکرار کیوں ہے۔ ابن قتیبہ نے اس اعتراض کا بھی مفصّل جواب دیا ہے۔

باب التعریض — تعریض ایک بہت بڑا فن ہے۔ اسکی مختصر سی تشریح یہ ہے کہ خطاب غالب کو کیا جائے مگر سنانا اور سمجھانا آتش کو ہو۔

پچھلے دنوں ہمارے ہاں پاکستان کونسل راولپنڈی میں ایک صاحب نے یوم اقبال پر تقریر

کرتے ہوئے کہا کہ اقبالؔ بڑا قنوطی شاعر تھا وہ اپنے ماحول سے گھبرا اٹھا اور خدا سے شکوہ شکایت شروع کر دی، وہ محترم ابھی کلامِ اقبالؔ کے محاسن کے چاند سے ہزاروں برس پیچھے ہیں۔ اقبالؔ کا اس قسم کا کلام مثلاً "شکوہ" اور "جواب شکوہ" سب تعریض ہے اور مسلمان قوم کو موثر الفاظ میں تعلیم دینا مقصود ہے۔ قرآنِ مجید میں بھی اس قسم کی متعدد آیات ہیں کہ خطاب کسی کو ہے اور مقصود تعلیم کوئی ہے۔ واقعات کسی قوم کے بیان کئے جا رہے ہیں اور سکھانا کسی قوم کو ہے۔

باب مخالفۃ ظاہر اللفظ معناہ | مثلاً — قتل الخراصون — (الذاریات) قتل الانسان ما اکفرہ۔ اور قاتلھم اللہ انّی یؤفکون۔ (التوبہ)

یہ جملے بظاہر بددعائیہ ہیں، لیکن ان سے مقصود ان لوگوں کی خباثت بیان کرنا ہے۔

باب الحروف المقطعۃ | حروف مقطعات کا مسئلہ آج بھی پریشان کن ہے، ابن قتیبہ نے حروف مقطعات کی تشریح میں تین قسم کے اقوال پیش کئے ہیں۔

۱. بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حروف مقطعات سورتوں کے نام ہیں۔
۲. حروف مقطعات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں۔
۳. یہ حروف صفات اللہ سے ماخوذ ہیں۔ مثلاً کھیعص میں:

ک سے مراد کافی کافی ہونے والا۔
ھ سے مراد ھادی ہدایت دینے والا۔
یاء سے مراد حکیم
عین سے مراد علیم جاننے والا۔
صاد سے مراد صادق

میرے نزدیک یہ تینوں اقوال اس اعتراض کا تسلی بخش جواب نہیں بن سکتے، اس وقت چونکہ ہم بزرگوں کی آراء پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے تبقاضائے ادب خاموش رہتے ہیں کہ ؎

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں (اقبالؒ)

چند مشکل آیات کی تشریح | قارئین محترم! میں آپ کا تھوڑا سا وقت لینا چاہتا ہوں، امید ہے کہ آپ منزلِ مقصود تک میرا ساتھ دیں گے۔ ؎

وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہے۔

سورہ النور کی آیت : اللہ نور السموات والارض (النور : ۳۵) کی تشریح اکثر مفسرین پر گراں گذرتی ہے۔ اس آیت میں ایک جملہ " لا شرقیۃ ولا غربیۃ " ایسا ہے کہ اس کے سمجھ لینے پر پوری آیت کی تفسیر کا مدار ہے۔ ابن قتیبہ نے چند الفاظ میں ایسی تشریح کی ہے کہ ہزاروں تفاسیر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

لا شرقیۃ —— یعنی اس پر سارا دن دھوپ نہیں رہتی۔

لا غربیۃ —— نہ ہی وہ سارا دن سائے میں رہتا ہے۔

ایسے درخت کا تیل، جیسا کہ ماہرین نباتات جانتے ہیں۔ واقعی ایسا ہے کہ یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار۔

سورہ الصافات کی آیت : انھا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم طلعھا کانہ رؤوس الشیاطین۔ کی تشریح بھی معنی دار د —— ابن قتیبہ کی تشریح کا خلاصہ دیکھئے :

طلعھا —— اس کے پھل

الشیاطین —— کریہہ المنظر پتلے پتلے سانپ۔

سورہ النمل کی آیت : قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون۔ بل ادارک علمھم فی الآخرۃ بل ھم فی شک منھا بل ھم منھا عمون۔ (۶۵، ۶۶)

میں "ادارک علمھم" کا لفظ تشریح طلب ہے۔ محمد علی صاحب لاہوریؒ نے اس کا یوں ترجمہ کیا ہے : " بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انتہا کو پہنچ کر رہ گیا " ص ۱۴۳۲ ترجمہ محمد علی۔

ابن قتیبہ کی تشریح : ادارک ای تتابع —— یعنی لگاتار اور مسلسل آتا رہا۔

علمھم —— ان کا گمان۔

یعنی آخرت کے بارے میں ان کے گمان لگاتار جاری رہا۔ کبھی وہ سمجھے کہ یوں ہوگا، اور کبھی یہ خیال کیا کہ نہیں، یوں ہوگا۔

لغات القرآن - پرویز نے اسکی یوں تشریح کی ہے : " آخرت کے بارے میں ان لوگوں کو مسلسل اور پیہم علم پہنچتا رہا ہے، لیکن —— اس کے باوجود وہ شک میں ہیں۔ (ص ۶۷۸)

تاج نے اس مقام پر یہ جملہ لکھا ہے : بل جھلوا / بل لم یعلموا۔ یعنی وہ آخرت کا علم نہ پا سکے۔

قرآن مجید کی چند مشکل آیات کی تفسیر کے بعد ابن قتیبہ نے قرآن عزیز میں مستعمل مشترک الفاظ کا ایک باب قائم کیا ہے۔

مشترک یعنی وہ لفظ جس کے متعدد معانی ہوں ، بس صرف دو تین الفاظ کی تشریح کریں گے ۔

الصلوٰۃ ـــ اس کا ایک معنی ہے ۔ الدّعاء ـــ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ۔ وصلّ علیہم ان صلوتک سکن لہم ۔ (التوبہ : ۱۰۳) آپ ان کے لئے دعا کیجئے ۔

(۲) جب لفظ صلوٰۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد نزولِ رحمت و مغفرت ہے ۔ مثلاً : اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ ـــ (البقرہ : ۱۵۷)

ھو الذی یصلّی علیکم وملائکتہ ـــ (الاحزاب : ۴۳)

(۳) الدّین ـــ جیسا کہ : اصلوتک تامرک ان نترک ما یعبد اٰباؤنا ۔ (ھود : ۸۷)

آیات کا ترجمہ کسی مترجم قرآن مجید میں دیکھ لیا کریں ۔

الضلال ۔ (۱) الحیرت ۔ حیرت جیسا کہ : ووجدک ضالاً فھدیٰ ۔ (الضحیٰ : ۷)

(۲) النسیان ـــ بھول جانا ۔

قال فعلتھا اذاً وانا من الضالین ـــ (الشعراء : ۲۰)

(۳) ھلاکت ـــ قالوا ء اذا ضللنا فی الارض ۔ (السجدۃ : ۱۰)

(۴) گمراہی ـــ اور یہ معنی تو واضح ہے ۔

المثل ـــ (۱) مشابہت ـــ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا ۔ (العنکبوت : ۴۱)

(۲) عبرت ـــ فجعلناھم سلفاً ومثلاً للآخرین ۔ (الزخرف : ۵۶)

(۳) صورت وصفت ـــ مثل الجنۃ التی وعد المتقون ۔

آخری باب میں قرآن مجید میں واقع بعض حروف کی تشریح ہے جو گذشتہ ابحاث سے کچھ کم اہم نہیں قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے پر اعتراضات و شکوک کا سلسلہ ایک مرتبہ پھر چل نکلا ہے ، اور حیرت ہے کہ مغرب سے جو سائنسی اور معاشی علوم میں اسقدر ترقی کے باوجود مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے بالکل ناواقف ہیں ۔ اس میں مبالغہ کیا ہے ، پچھلے دنوں لندن ٹائمز میں اسلام کے ایک عقیدہ کے متعلق جو کچھ چھپا ہے وہ مستشرقین کی علمی حالت کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے ۔ مغرب نے ہمارے دین پر بیشمار اعتراضات کئے ہیں ۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم مستشرقین کی علمی حالت کا مضحکہ اڑائیں ۔

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے (اقبالؒ)

★★